اداریہ:

امام خمینیؒ اور عصری قیادت

اس دنیا میں انسان کی تخلیق سے قبل خداوند عالم نے زمین کا فرش بچھایا اور اسے طرح طرح کے گل بوٹوں سے آراستہ کیا اور اس میں ایسی دلکش چیزیں بھی خلق کیں جن کی رعنائیوں کو دیکھ کر انسان متوالا اور ان مخلوقات کا دلدادہ بن جائے۔ بالخصوص ایسے حالات میں جب کہ اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کر دیا گیا ہو اور اسے یہ بھی بتا دیا گیا ہو کہ یہ تمام نعمتیں خداوند عالم نے حضرت انسان کے لئے خلق کی ہیں۔ نعمت ورعنائیوں کی فراوانی میں راہ حق کی نشاندہی کے لئے قائد وقیادت کی موجودگی لازم ہو جاتی ہے اور خداوند عالم نے اسی مطالبہ کی تکمیل کے لئے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتمؐ تک الٰہی قائدوں اور رہنماؤں کا ایسا اہتمام کیا کہ دنیا کی کوئی قوم کل خداوند عالم کی بارگاہ عالیہ میں یہ فریاد نہ کر سکے کہ تو نے تاریکیوں اور گمراہیوں سے بھری ہوئی اس دنیا میں ہماری ہدایت ورہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔

واضح رہے کہ خداوند عالم اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے بالکل انوکھا انداز اختیار کرتا ہے وہ فرعون جیسے گنہگار، نافرمان اور باغی بندے کے لئے حضرت موسیٰؑ جیسے مقدس نبی کو اس کے پاس بھیجتا ہے۔ دنیوی حکمراں جب کسی کے پاس اپنا نمائندہ بھیجتے ہیں تو اس کام کیلئے ہم منصب اور ہم رتبہ کا انتخاب کرتے ہیں لیکن خداوند عالم فرعون کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر یہ اعلان کرنا چاہتا ہے کہ ہم نے جن لوگوں کو اس دنیا میں انسان کی شکل میں بھیجا ہے وہ ہمیں بے حد عزیز ہیں چاہے انسان کی شکل میں وہ فرعون ہی کیوں نہ ہو بلکہ ہم تو فرعون کی ہدایت ورہنمائی کے خواہاں ہیں۔ پتہ چلا کہ ہمارے اور خدا کے درمیان رابطہ کی

بنیاد عشق ومحبت ہے۔ خداوند عالم کی انسان دوستی ہی ہماری زندگی کی ضمانت ہے۔ وہ ہم لوگوں کو دوست رکھتا ہے اسی لئے اس نے ہم لوگوں کو زندگی کی دولت سے مالامال کر رکھا ہے اور ہماری آئندہ کی خوشحالی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہماری ہدایت کا خواہاں ہے۔

پس ہم مسلمانوں کو خودشناسی سے کام لیتے ہوئے بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ خداوند عالم نے ہماری ہدایت ورہنمائی کے لئے اس پیغمبر عظیم الشان کا انتخاب کیا ہے جو خداوند عالم کا حبیب اور رحمت اللعالمین ہے۔ جی ہاں! ہمارے پیغمبر کا تعلق صرف مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ وہ خداوند عالم کی ایسی رحمت ہیں جس کا سایہ تمام لوگوں پر ہے۔ اسی وجہ سے پیغمبر اکرمؐ اور ان کے اہلبیت بندگان خدا کی ہدایت ورہنمائی کی راہ میں ہر طرح کے مصائب جھیلتے ہیں لیکن کوئی ایسا کام انجام نہیں دیتے جس سے پیغمبر کی رحمت پر حرف آجائے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ حسینؑ مظلوم نے اپنی شہادت سے قبل یہ نعرہ بلند کیا تھا۔

"ان کان دین محمد لم یستقم الا بقتلی فیا سیوف خزونی"

یعنی اگر نانا کے دین کو میرے قتل کے بغیر بقا حاصل ہونے والی نہیں ہے تو اے تلوارو! آؤ میرے گلے لگ جاؤ۔

جی ہاں! پیغمبر اکرم، ان کے اہلبیت وائمہ علیہم السلام کے بعد غیبت کبریٰ کے زمانے میں امت اسلامیہ کی قیادت ورہنمائی کی یہ ذمہ داری باصلاحیت علماء وفقہاء کے سپرد کی گئی ہے اور امام خمینی کا ولایت فقیہ کا فلسفہ درحقیقت اسی مکتب فکر کا نچوڑ اور فقہ جعفری کا عظیم عطیہ ہے جس کے ذریعہ امام خمینی نے بیسویں اور اکیسویں صدی کے نام نہاد اور اسلام دشمن دانشوروں کی اس بات کا منہ توڑ جواب فراہم کر دیا کہ اسلام اور جمہوریت کے درمیان تال میل ممکن نہیں ہے۔ یہ وہی جماعت ہے جس نے ماضی قریب میں دین اور سیاست کے درمیان جدائی اور علیحدگی کا راگ الاپتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کو ذلت آمیز زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جی ہاں! سیاسی بیداری سے مالامال قائد کی حیثیت سے امام خمینی نے ہی یہ اعلان

کیا کہ مذہب اور سیاست کے درمیان کسی قسم کا اختلاف یا علیحدگی ممکن نہیں ہے بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے سیاست عین دیانت اور دیانت عین سیاست ہے۔ اسلام میں سیاست کا مطلب شریعت اسلامی سے دوری وعلیحدگی ہرگز نہیں ہے بلکہ اگر سیاست مذہبی اصول واقدار سے الگ ہوجائے تو پھر اس میں لوٹ کھسوٹ، تباہی وغارتگری اور نابودی وچنگیزی کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہ جاتا اور اگر سیاست دین ومذہب کے دامن سے وابستہ رہے تو پھر اس میں مکروفریب، سود وطلبی جمع خوری، زرپرستی وذخیرہ اندوزی کا امکان نہیں رہ جاتا۔ ان اصولوں کی پیروی کرنے والا قائد پوری طرح نڈر ہوا کرتا ہے اور طاقتور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہوئے انھیں یہ بتادیتا ہے کہ خداوند عالم کی لازوال طاقت پر بھروسہ کرنے والے بڑی طاقتوں سے گھبرایا نہیں کرتے بلکہ اپنی ایمانی قوت کے ذریعہ باطل کی نیند حرام کردیتے ہیں۔ البتہ ایسے قائد کو اپنی ایمانی اور انقلابی سرگرمیوں کے دوران گرانقدر قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں۔ جلاوطنی کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اور مصائب کو گلے لگائے ہوئے چاہنے والوں کو خاک وخون میں غلطاں دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ امام خمینی کو بھی ان سبھی مراحل سے گزرنا پڑا اور عراق میں جلاوطنی کی زندگی کے دوران سابقہ شاہی حکومت کے جلادوں نے نجف اشرف میں جب ان کے بڑے بیٹے مصطفیٰ خمینی کو بیرحمی کے ساتھ شہید کرڈالا اور اس کے بعد ان کا ردعمل معلوم کرنے کے لئے جب رائٹر نیوز ایجنسی کے نمائندہ نے ان سے پوچھا کہ خمینی صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ دشمنوں نے آپ کے نوجوان بیٹے کو قتل کرڈالا۔ کیا ایک لمحے کے لئے بھی آپ کبھی یہ نہیں سوچتے کہ اگر آپ انقلابی سرگرمیوں سے دور رہتے تو آپ کو اپنے نوجوان بیٹے کی موت کا یہ دردناک منظر نہ دیکھنا پڑتا۔'' امام خمینی نے اس کی ہمدردانہ گفتگو کا مختصر مگر درس آمیز جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ '' مصطفیٰ ایک گرانقدر ودیعہ وعطیہ الٰہی تھے جو اس کی بارگاہ عالیہ میں واپس چلے گئے۔'' دوسری طرف اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ان کے اردگرد جمع لوگوں نے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ان کے دوسرے فرزند سید احمد خمینی کو ایران

کا صدر یا وزیر اعظم بنادیا جائے تو آپ نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ "احمد جہاں ہیں وہیں ٹھیک ہیں۔"

جی ہاں ! جو لوگ حقیقی اسلام محمدی کی پیروی کرتے ہیں اور امریکی اسلام کو اچھی طرح پہچانتے ہیں وہ خود پرستی اور مرتبہ واقتدار کی ہوس میں مقصد کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے چاہے ان کی ذات بری طرح پامال ہی کیوں نہ ہوجائے کیونکہ عظیم الٰہی مقصد کی راہ میں مجاہد کی ذات اور اس کی اولاد و املاک کی نابودی وپامالی مقصد کی بقا کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔ امام خمینی اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ ان کے بیٹے مصطفیٰ خمینی کی شہادت انقلاب کی راہ میں شہادت سے ہم آغوش ہونے والے دیگر شہیدوں کی طرح اسلامی انقلاب کو کامیابی عطا کرنے میں مدد ومعاون ہوگی۔

جی ہاں ! یہ امام خمینی جیسے وسیع القلب قائد کی ذات تھی کہ ملت اسلامیہ کے ہر فرزند کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ دشمنوں نے ان سے ایک مصطفیٰ چھینا تو خداوند عالم نے اس پدر امت کے اردگرد ہزاروں نہیں لاکھوں مصطفیٰ جمع کردئے اور ان کی وفات کے موقع پر ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ ایرانی عوام اپنے پدر امت کا سوگ کس انداز میں منارہی ہے اور ہر سال ان کی وفات کی برسی کے موقع پر صرف ایران ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کے دور افتادہ دیہاتی علاقوں میں ان کی یاد میں مجلس عزا کی تشکیل ان کی عظمت ومقبولیت کی دلیل ہے۔

جی ہاں غور طلب بات ہے کہ امام خمینی کے پاس ایسی کونسی گرانقدر چیز موجود تھی جس کے ذریعہ انھوں نے عصری قیادت کی اتنی بڑی ذمہ داری کو ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا کہ دنیا انہیں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ یہ دولت و سرمایہ کچھ اور نہیں بلکہ عشق کا گنجینہ ہے جس کے ذریعہ انھوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی خمینی کے عشق کی گرویدہ رہیں گی۔ حافظ شیرازی نے شاید ایسے مرحلہ کے لئے ہی یہ شعر لکھا ہے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

❀❀❀